رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں ابھی اک نورانی چہرے کے پرزے بیں مہیں

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹)

جلد ۲ | مورخہ ۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۱۰ - جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفہ ثانی نے پچھلے جمعہ جو خطبہ پڑھا - وہ اس اخبار میں چھاپا گیا ہے میری تجویز ہے کہ جہاں جہاں جماعتیں ہیں آیندہ جمعہ میں امام صلوٰۃ یہی خطبہ سنا دے اگر حالات متساعد نہوں تو کسی دوسرے وقت جماعت کو جمع کر کے سنا دیں ◆

۲ - ہمارے معزز بھائی میر قاسم علیصاحب ایڈیٹر الحق مع اہل و عیال و اثاث البیت دہلی سے خلیفہ ثانی کے قدموں میں آگئے اب جس کام پر حضور انھیں لگائینگے وہ کام کرینگے اللہ تعالیٰ اس مہاجر کو سعت و مراغم کثیرہ سے سرفراز کرے ◆

۳ - ۲۲ - اپریل مبلغین کی اعلےٰ کلاس کی دو پارٹیوں نے مسئلہ تجارت و زراعت پر باہم مناظرہ کیا - تجارت والوں کے دلائل قوی تھے مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ یہ طلبا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے زیر تربیت بہت عمدہ ترقی کر رہے ہیں اور انھیں

اخبار احمدیہ

۱ - الفضل میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مناظرہ کی شرائط چھپ چکی ہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب نے تازہ اہلحدیث میں مباحثہ سے گریز کیا ہے - وہ حیات و وفات مسیح کو ایک مقدمہ بحث قرار دیتا ہے - حالانکہ مابہ النزاع ہی یہی بات ہے کیونکہ غیر احمدی مسیح ابن مریم کو آسمان پر زندہ اور اسی کو آخری زمانہ کا موعود سمجھتے ہیں - اور ہم اس مسیح ابن مریم کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بجسدہ نہیں آئے گا پس پہلے روز اسپر بحث ضروری ہونی چاہیئے - دوسرے روز صداقت مدعی پر بحث ہوگی اور اسکے لئے ہم تیار ہیں مگر مولوی ثناء اللہ ہمارے مطالبہ سے کھلا کھلا انکار کرتے ہیں - اور مباحثہ سے فرار ◆

۲ - مرزا امداد بیگ صاحب اپنے چچا مرزا وزیر بیگ صاحب کی صحت کیلئے دعا کیلئے لکھواتے ہیں - نیز بابو سلامت علی صاحب کے لئے دعائے صحت و سلامتی اور منشی علم الدین صاحب این والی کے اپنی والدہ اور زوجہ کے جنازہ کے لئے عرض کرتے ہیں ◆

۳ - ایک شخص نے اپنے طاعون زدہ غیر احمدی بھائی کی خبر گیری کے لئے وطن جانے کی اجازت مانگی - جواب ملا کہ اگر اسکا وہاں کوئی خبر گیر نہیں تو جاؤ ورنہ ضرورت نہیں ◆

۴ - مدرسہ احمدیہ کے منتہی طالب علم عبید اللہ بن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی لکھتے ہیں - ریل پر ایک دو معزز لوگوں کے سامنے میں نے حضرت مرزا صاحب کو بطور نبی پیش کیا - پہلے بگڑے مگر پھر ایسی صلح ہوئی کہ جبتک گاڑی وزیر آباد کے سٹیشن سے چل نہ پڑی مجھے اترنے نہ دیا - پس حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو پھیلانا تریاق ہے نہ سم قاتل ◆

۵ - رائچور علاقہ نظام سے برادر محمد عبد السبحان اپنی والدہ اور تین بھائیوں کی بیعت بھجواتے ہیں ◆

۶ - برادر قدرت اللہ صاحب لکھتے ہیں حقیقۃ النبوۃ لکھ کر حضور

نے مُردوں کے لیئے مسیحائی کا کام کیا۔ کوئی ضدی ہٹ دھرم جسکے دل میں رسُول کریمؐ اور مسیح موعودؑ کی محبت نہ ہو وہ نہ مانے ✦

۷۔ حافظ روشن علی صاحب اور میر بشارت احمد صاحب حیدر آباد دکن سے باہر دورہ کر رہے ہیں۔ ورنگل میں کتب تقسیم کر کے واپس آئے۔ مولوی محمد سعید صاحب کے صاحبزادہ میاں محمد سعید کے ذریعہ ایک صاحب سید احمد ولد سید سلیمان (پربھنی) احمدی ہوتے ہیں ✦

۸۔ محمد ابراہیم وٹشر ہزنی اسسٹنٹ میدان جنگ سے دعا کے لیئے عرض کرتے ہیں ✦

۹۔ ایک صاحب پوچھتے ہیں جو ڈاکٹر دیہات میں جاتے ہیں اگر نمبردار انہیں ایک روپیہ نذرانہ دیں اور حکام اسے جانتے بھی ہوں تو کیا جائز ہے۔ فرمایا۔ رشوت حرام اور علاج کی فیس جائز ✦

۱۰۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری جو راولپنڈی میں درس قرآن دیتے ہیں وہ انجمن جھڈیں جمعہ پڑھاتے ہیں وہاں مستورات کی حاضری کا بھی انتظام ہے۔ چھ عورتوں کی بیعت بھجوائی ہے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے اور حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ ماننے کے سوا نجات نہیں پاتیں ✦

دوم مولویصاحب موصوف لکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے تو حضرت صاحب کو نبی ماننا اسلام کی بیخکنی کا موجب قرار دیا۔ اب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۱۷۔ اپریل کے پیغام میں لکھتے ہیں کہ نبوت و رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل پانا شرک ہے۔ حالانکہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں ع

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست

اور فرماتے ہیں کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور میں نے اپنے رسُولؐ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے اور یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ) ✦

۱۱۔ پوٹھوالا سے برادر اللہ دتا صاحب گیارہ عورتوں کی بیعت بھجواتے ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتی ہیں مستورات

میں بیعت کا سلسلہ نہایت خوش آئند ہے ✦

۱۲۔ حافظ غلام رسول صاحب واعظ وزیر آبادی ہم سے شادیوال اہیر کے آئے وعظ کیا ۱۲ اشخاص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ✦

تازہ خبریں

آسٹروی پلٹن نے ہتھیار ڈالدیئے

لندن ۱۹۔ اپریل کہ غنیم نے مقام ٹیلی پوش میں ہمارے لمورچوں پر دوبارہ حملہ کرنے میں شدید نقصان اٹھایا اتوار کی شب کو ہم نے جوابی حملہ کیا اور ایک سالم آسٹروی پلٹن نے ہمارے سامنے ہتھیار ڈالدیئے جسے ہم نے گرفتار کر لیا۔ پولن کے جنوب مشرق کی گھاٹیوں پر ہم نے جمعہ کے روز قبضہ کر لیا اور ۵۷۰ ۱۱ قیدی ہمارے ہاتھ آئے ✦

جنوبی افریقہ میں جنگ

لندن ۲۰۔ اپریل کو سرکاری طور پر ایک اہم کامیابی کی خبر مشتہر کی گئی ہے اور یونین گورنمنٹ کی افواج نے کیمن شاپ کے شہر اور ریلوے مرکز پر قبضہ کر لیا ✦

لازمی فوجی خدمت کی ضرورت نہیں

لندن ۲۰ اپریل کو مسٹر لائیڈ جارج نے اعلان کیا کہ گورنمنٹ کی رائے میں یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ لازمی فوجی خدمت کی صورت میں انصرام جنگ میں زیادہ کامیابی کی صورت پیدا ہو سکے گی ✦

کلکتہ میں آتشزدگیاں

۲۰۔ اپریل کو کلکتہ میں چار مختلف مقامات پر آتشزدگی وقوع میں آئی۔ اوّل خضر پور کی گودی میں۔ دوم خضر پور کے شیڈ میں۔ سوم جگنا تھ سرکار سٹریٹ محلہ وانگنج میں۔ آتشزدگی نے فائر بریگیڈ کی توجہ کو مصروف کیا۔ پھر رات کے ۱۱ بجے سونا بازار سٹریٹ میں سن کے گودام میں سخت آتشزدگی وقوع میں آئی۔ نقصان کا اندازہ بے شمار ہے

۲۱۔ اپریل کو ہتکولا میں نصف شب کے قریب سن کا ایک اور گودام جل اٹھا۔ آگ کو محدود کیا گیا۔ باایں ہمہ ۳ ہزار کا نقصان ہوگیا ✦

موضع بہام میں گرفتاریاں

موضع بہام ضلع گورداسپور میں ۷۔ اشخاص اور گرفتار ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کے قبضے میں وہ مال مسروقہ بتایا جاتا ہے جو بھٹیکری والا کے ڈاکے میں لوٹا گیا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے پاس سے کچھ اسلحہ بھی برآمد ہوئے ہیں ✦

علوم مشرقیہ کی سرکاری قدر افزائی

بمبئی گورنمنٹ نے علوم مشرقیہ کی تحصیل کو تقویت پہنچانے کے لیئے ان آٹھ پنڈتوں اور ۴ مولویوں کو ۱۰۰-۱۰۰ روپیہ سالانہ کا وظیفہ عطا کرنے کی تجویز کی ہے۔ جو پرانے طریق پر سنسکرت اور فارسی کی تعلیم دینے میں بطور خود مشغول ہوں۔ اور سرکاری ملازم نہ ہوں۔ یہ وظائف تین سال تک لیں گے ✦

سرحد پر شورش

شملہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ۱۸ اپریل کی صبح کو مندیوں کے ایک لشکر" نے جس کی جمعیت ۴ ہزار بتائی جاتی ہے حافظ کھوڑ کی طرف جو شبقدر کے شمال مغرب میں ۴½ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ صریحاً انگریزی علاقہ پر حملہ کرنے کی غرض سے پیشقدمی کی اور ہماری پٹرول کے سپاہیوں پر فیر کیئے اسی روز سہ پہر کو خیبر کے سفری کالم نے باہر نکلکر اس لشکر کو کامیابی کے ساتھ مصروف پیکار کیا جس میں غنیم کے ۱۵۰ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ ۱۸۔ اور ۱۹ اپریل کی درمیانی شب کو یہ لشکر پیچھے ہٹ گیا اور رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ اب منتشر ہو رہا ہے ✦

عدین پر ترکی حملہ

مبئی ۱۹۔ اپریل۔ کہ ترکوں نے عدین پر حملہ کیا جس پر وہاں کے تمام شیوخ نے گولی بارود کا سامان ختم ہو جانے کی وجہ سے ان کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے۔ عُدین عدن سے تقریباً ۱۲۰ میل شمال مغرب کیطرف اور عدن کے محفوظ علاقہ کی سرحد سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ترکوں نے عُدین کے تمام گیہوں اور جوار کے ذخائر پر قبضہ کر لیا اور شیخ عبدالرب شیخ محمود شیخ محسن بن علی اور شیخ منصور بن علی کو ایک لاکھ ڈالر نقد اور ایک لاکھ ڈالر ماہانہ اقساط میں ادا کرنے پر مجبور کیا ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ اپریل ۱۵ء

آلات تباہی و بربادی کی حیرت انگیز ترقی

کرۂ ہوائی میں جنگ

آسمان سے گندھک

کہا جاتا ہے کہ ہمارا زمانہ بلحاظ تمدن و تہذیب زمانہائے گذشتہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ سائنس نے زمین کے تمام پوشیدہ خزانوں کو ابن آدم کے سامنے کھولکر رکھدیا ہے۔ علوم نے اپنی مخصوص فرودگاہ کو ترک کرکے بے خوف وخطر آبادی کے ہر کونے میں مٹر گشت لگانا اپنا معمول بنا لیا ہے۔ غرض حضرت انسان نے زندگی کے ہر شعبہ میں ایسی نمایاں ترقی کی ہے کہ پیدائش عالم سے آجتک اسکی نظیر ملنا محال ہے۔ مگر آہ! اے شومئی طالع۔ آہ! اے واژگوں بخت وہی انسان جو اپنے بھائیوں کے مفاد اپنے ہمجنسوں کی خیرخواہی کو اپنا مذہب تصور کر رہا تھا۔ اور جسکی زبان سے "امن" "امن" کا شور و غلغلہ فضائے آسمان میں گونجتا تھا وہی انسان آج اپنی مشترک ماں یعنی حوا کے بیٹوں کا خون گرانے کے لئے اپنی ترقی کردہ عقل سے کام لے رہا ہے اور شب و روز اس فکر میں ہے کہ تباہی و بربادی کا کوئی حیرت انگیز آلہ تجویز کرے۔ چنانچہ آجتک دانایان فرنگ کے دماغ نے اپنی ایجاد کردہ تہذیب اپنے فروغ دیئے ہوئے تمدن اپنی ترقی دی ہوئی تجارت وصنعت کی تباہی کے لئے مفصلہ ذیل ایجادات کی ہیں اور ان کا استعمال یورپ کی موجودہ بھیانک جنگ میں کیا اور کر رہے ہیں +

(۱) خشکی۔ معمولی اتواپ کے علاوہ ۲۹ من گولہ پھینکنے کی توپیں جرمن کارخانہ کرپ نے ایجاد کی ہیں جنکو ۷۰ گھوڑے کھینچتے ہیں جنکے گولوں سے چند منٹوں میں لیج نمور اور انٹیورپ جیسے قلعجات پیوند خاک ہو گئے +

(۲) موٹر اتواپ۔ موٹر انجن کی طاقت سے توپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا سکتے۔ نیز موٹر گاریوں میں چرخیدار توپیں لگا دیتے ہیں جب گاڑی چلتی ہے تو توپیں خود بخود سر ہو جاتی ہیں اور خوفناک تباہی برپا کرتی ہیں +

(۳) سرنگ۔ زمین کھود کر نیچے بارود سے بھری ہوئی سرنگیں بچھا دیتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ دشمن سرنگوں پر آگیا انھیں آگ دیکر اُڑا دیتے ہیں یا بعض ایسی ہوتی ہیں کہ مشین لگنے سے خود بخود اُڑ جاتی ہیں +

(۴) خشکی کا تارپیڈو۔ یہ ایک قسم کا نو ایجاد آلہ ہے جو ایک خاص طرز کی توپ سے زمین میں مارا جاتا ہے اور خود بخود سرنگ کھود دیتا ہے اور انجینیروں کی محنت بچ جاتی ہے +

(۵) روسیوں نے ایک نئی قسم کا بھک سے اُڑنے والا مادہ ایجاد کیا ہے اور اسی کی مدد سے پرزمسل کا قلعہ تسخیر کیا گیا ہے +

(۶) فرانسیسیوں نے ایک قسم کا بارود نکالا ہے جسکے ذریعے مہلک ہوائیں پیدا ہو جاتی ہیں اور جہاں گولہ جاکر پھٹتا ہے وہاں سپاہی جس حالت میں ہوں کھڑے ہوں بیٹھے یا لیٹے اسی طرح اکڑ کر رہجاتے ہیں +

(۷) جرمن لوگ ایک قسم کا آتشگیر مائع مادہ استعمال کرتے ہیں جسکو وہ خندقوں پر چھڑک جاتے اور اس طرح اکثر متحدہ سپاہیوں کو نقصان اُٹھا کر عارضی طور پر خندقیں چھوڑنی پڑتی ہیں۔ اس مادہ کی ایک بوتل بہت سے رقبہ کو تباہ کر دیتی ہے +

(۸) جرمن ایک قسم کا راکٹ کام میں لاتے ہیں جسکو وہ توپ سے چلا کر فضا میں چھوڑ دیتے ہیں اسمیں سے خود بخود دیے نکل آتے ہیں اور وہ کچھ مدت تک ہوا میں ٹھہرا رہتا ہے اور روشنی دیتا ہے۔ دشمن کو دیکھ کر وہ برقی روشنی ڈالتے ہیں اور مخالف کی آنکھیں چندھیا کر اُسپر حملہ کرتے ہیں +

(۹) چونے کیطرح کا ایک مادہ ہوا میں اُڑا کر دشمن کے سپاہیوں کو اندھا کر دیتے ہیں چنانچہ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں نے سابق آسٹروی قلعہ پرزمسل میں روسی قیدیوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو اس طرح اندھا کرکے آسٹرویوں نے گرفتار کی تھی +

(۱۰) ایک جرمن عالم نیوزیلینڈ کے بڑے بڑے کتوں سے سپاہیوں کا کام لے رہا ہے اور جرمن چڑیا گھر کے بڑے بڑے ہاتھی میدان حرب کے خونین کاروبار میں اعانت کر رہے ہیں +

(ب) تری۔ (۱) معمولی مصافی جہازوں۔ تباہ کن کشتیوں اور بڑے جنگی جہازوں کے علاوہ اب اسقدر بڑے بڑے جہاز میدان کارزار میں لائے گئے ہیں کہ وہ ۲۵ میل سے گولہ پھینک سکتے ہیں اور ۱۶ میل سے نشانہ مار سکتے ہیں جسکی تازہ مثال اکوین (الزبتھ) نامی انگریزی جہاز ہے جس نے دردانیال میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں +

(۲) جہازوں اور جنگی کشتیوں کی ان تمام اقسام کے علاوہ موجودہ جنگ میں جس خطرناک آلہ تباہی کا متواتر اور شد و مد سے ذکر آ رہا ہے وہ غوطہ خور جنگی کشتیاں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ دو ہزار میل کے دائرہ میں سفر کر سکتی ہیں اور جرمن کشتیوں کے لئے تو سطح سمندر پر بھی خوراک سامان حرب کے ذخائر کا بندوبست کیا ہوا ہے اور وہ اچانک جہازوں پر حملہ آور ہو کر تارپیڈو پھینکتی اور تباہ کرکے غائب ہو جاتی ہیں +

(۳) سطح سمندر پر اور زیر سطح تیرنے والی سرنگیں ہیں جن کے ساتھ ٹکرانے سے جہاز پاش پاش ہو جاتے ہیں +

(ج) کرہ ہوائی۔ کرہ ہوائی میں جو مہلک آلات شکاری پرندوں کیطرح گردش کرتے اور موقع پاکر سطح زمین کی آبادیوں کو برباد و زندگیوں کو تلف کرتے ہیں وہ ہوائی جہازوں کے ناموں سے موسوم ہیں اور جنکی مختلف اقسام ہیں سب سے زبردست قسم کا نام زپلین ہے جو سب سے بڑا مضبوط اور تیز ہوتا ہے اور زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے +

اگرچہ ان آلات پرواز کو اول اول ریگستان لیبیا میں طرابلس کے اعراب کے مقابل استعمال کیا گیا تھا پھر جنگ بلقان میں بھی ان سے کم و بیش کام لیا گیا مگر موجودہ جنگ میں جس کثرت سے ان کا استعمال ہوا ہے وہ حزقیئل نبی کی اس پیشگوئی کو یاد دلاتا ہے جو کتاب مذکور باب ۳۸ درس ۲۲ میں مذکور ہے اور لکھا ہے

'ایک شدت کا مینہ* بڑے بڑے اولے'

'اور آگ اور گندھک برساؤں گا'

واقعی امر یہ ہے کہ آجتک آسمان سے بارش تو برستی رہتی رہی اور اولے بھی پڑے مگر آگ اور گندھک کبھی نہ برسی تھی اور خدا تعالے نے مقدر کیا تھا کہ ایک وقت آسمان سے 'بڑے بڑے اولے' یعنی بمب برسائے جائینگے ؛

اور آگ و گندھک کی بارش ہوگی

چنانچہ کون اس بات سے ناواقف ہے کہ ریوٹر کی برقی خبریں ہر روز دنیا کو اس امر سے بلاناغہ مطلع کرتی رہتی ہے۔ فلاں فلاں مقام پر آسمان سے گندھک و آگ برسی۔ فلاں جگہ طیاروں نے بمب گرائے۔ اب تو یہ آگ اسقدر عام ہوگئی ہے کہ ترکی طیاروں نے بھی انگریزی جہازوں پر جو جزیرہ ٹینی ڈوس میں لنگر انداز تھے بمب گرائے +

اب مقام غور ہے کہ آلات تباہی کیوں ایجاد ہوئے گندھک کیوں برسی؟ عذاب کیوں آیا؟ اس کا جواب بائبل میں اس طرح دیا گیا ؛

+ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ابتدائے جنگ سے اب تک صرف برطانیہ کے ہوائی جہازوں نے ۱۸ ہزار اور ۱۱ لاکھ ۲۵ ہزار میل سفر کیا ہے جو کہ محیط زمین کی نسبت ۴۵ گنا فاصلہ ہے +

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

کشتئ نوح

نمبر اوّل

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی اور ہر طرح سمجھایا کہ وہ راہ ہلاکت کو چھوڑ کر راہ ہدایت کو اختیار کریں لیکن ہر قسم بجائے خدا تعالےٰ کے نذیر کی آواز پر لبیک کہنے کے انکار پر اصرار کرنا اپنا شیوہ بنالیا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے مایوسی ہوگئی۔ کیونکہ جس قدر آپ انکو رحمت الٰہی کے قریب کرنے کی کوشش کرتے اسی قدر وہ شریر قوم دور بھاگتی۔ جسقدر آپ کھول کھول کر دعوت حق کرتے۔ اسیقدر وہ بدبخت قوم اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالتی۔ اور اپنے آپ کو نوح علیہ السلام سے چھپاتی اور ضد کرتی۔ اور بہت ہی تکبر کے ساتھ دعوت حق کو رد کرتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انکے گناہوں کی سزا کا وقت آپہنچا۔ اور نوح علیہ السلام نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ:۔

رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیاراً ۲۹ع

یعنے اے میرے رب تو اس زمین پر کافروں کی کوئی بستی نہ چھوڑ۔ اس دُعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیرت الٰہی جو اپنے پیاروں کی خاطر تمام جہان کو زیر و زبر کردیتی ہے۔ جوش میں آگئی اور حکم دیا کہ:۔

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولاتخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون ۰ ۱۲ع

اے نوح تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔ اور اب ظالموں کے متعلق کوئی سفارش نہ ہو۔ چنانچہ کشتی بنائی گئی۔ جس پر قوم ہنستی تھی۔ لیکن عذاب الٰہی قہری بارش کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ آسمان پھٹ گیا۔ زمین سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اور بڑا عظیم الشان طوفان آیا۔ اور نوح کی پکار کے مطابق کُل شریر ہلاک کئے گئے۔ اور نوح اور آپکے اہل بچائے گئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔

ونوحاً اذ نادیٰ من قبل فاستجبنا لہ فنجینٰہ و اھلہٗ من الکرب العظیم ۰ ۵ع

یعنے نوح نے جب دعا کی تو ہم نے اس کی دُعا قبول کی جس کا نتیجہ ہوا کہ ہمنے نوح کو بمعہ اس کے اہل کے کرب عظیم سے نجات بخشی۔ دوسری آیات میں آپکے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والے تمام لوگوں کے اس طوفان عظیم سے بچنے کا ذکر ہے۔ اور آپکے مخالف ظالموں کی ہلاکت کا بیان ہے جو دلیل ہے حضرت نوح کے منجاب اللہ ہونیکی۔

اب ہم اس واقعہ کو مدنظر رکھکر مسیح موعود کی صداقت کو پرکھتے ہیں تو آپکی صداقت نہایت صفائی سے ثابت ہوتی ہے بلکہ یقیناً نوح علیہ السلام کی صداقت سے مسیح موعود کی صداقت زیادہ قوی اور روشن دلائل سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور کئے جاتے ہیں۔ ادھر قدیم سنت اللہ کے مطابق آپ کی مخالفت میں آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ اور لوگ قوم کی طرح شرارت سے پیش آتے ہیں نہ صرف وہ مسیح موعود کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کی ایذا رسانی سے کام لیتے ہیں۔ اور کوئی پہلو ایسا نہیں باقی چھوڑتے۔ کہ جس سے مسیح موعود کی توہین اور تذلیل ہو۔ کاش! لوگ اس شرارت سے باز رہتے۔ اور غضب الٰہی سے دنیا میں تو بچ جاتے۔ ایک طرف معاصی کا زور اسقدر کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے اور کوئی بدی نہ تھی جو اس گروہ میں نہ آگئی ہو۔ غرض یہود و نصاریٰ کی سی حالت تھی اور یہ پیشگوئی جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی کہ:۔

لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر ذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لاتبعتموھم قلنا یارسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن (اخرجہ البخاری)

بالکل پوری ہوچکی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ میں اس حدیث کا ذکر کرکے لکھا ہے۔ کہ یہ سب کچھ ہمنے دیکھ لیا۔ واقعی مسلمان یہود و نصاریٰ ہوگئے۔ اور مہدی علیہ السلام نکلنے کو ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

علمنی ربی جل جلالہ ان القیامۃ قد اقتربت والمھدی تھیأ للخروج والکمال قد انقطعت نموہ بعد حامل الطریقۃ المتاخرۃ وعسیٰ ان لا یکترث ھذا الوحی الطول الاعمار فجاء ان اللہ ماذا نزل من الفتن بحسب امر من الکمال ان ینعکس فیہ انوار الحامل الوحی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (تفہیمات الٰہیہ)

اور حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات میں ظہور المہدی کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

فانہ لما طغی النصرانیون علی ملت الاسلام کان من حکمۃ اللہ ان یظھر من آل النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم قامعاً لطغیانھم۔

غرض جس بلا کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے آج سے قریباً دو سو برس پہلے دیکھا تھا۔ وہ بلا تیرہویں صدی کے آخر میں کامل ہوچکی۔ اس لئے قدیم وعدوں کے مطابق مہدی موعود چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگیا۔ اور سیل ضلالت کو دیکھ کر آپنے طاعون کے بھیجے جانے کی دعا کی۔ جو آپکے مندرجہ ذیل شعر میں ہے:۔

ولما طغی الفسق المبید بسیلہ
تمنیت لو کان الوباء متبر

یعنے جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو ہمنے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنے والی طاعون چاہیئے۔ پس خدا تعالےٰ نے جو قدیم سے اپنے رسولوں کی مدد کرتا آیا ہے۔ انکے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملادیا۔ اور اہل دنیا کو انکے ظلموں کی سزا دینے کے لئے بڑے بڑے زبردست حملے کئے جیسے ہوا ایک طاعون بھی ہے جس کا حملہ معلوم نہیں کب ختم ہو۔ اور اس سال تو وہ شدت سے پھوٹ پڑی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ ظاہر ہوتی۔ خدا کے مسیح نے از راہ ترحم دنیا کو خبردار کیا اور بتایا کہ طاعون کے سیاہ پودے پنجاب میں لگائے گئے ہیں۔ اسلئے اگر دنیا اپنی بھلائی چاہتی ہے تو اب بھی وہ میری اطاعت اختیار کرلے ورنہ ایسا عذاب ٹل نہیں سکتا۔ لیکن افسوس لوگوں نے ہنسی کی اور کہا کہ یہ جھوٹ ہو۔ حالانکہ یہ وباء کے پڑنے کی خبر براہین احمدیہ میں بھی

ایک سوال اور اس کا جواب

(سوال) اگر حضرت مرزا صاحب حدیث شریف لوکان الایمان معلقاً بالثریا کے مصداق ہیں تو ان کا نسب نامہ سلمان فارسی تک لے جاؤ۔ میرے خیال میں اس حدیث کا مصداق امام ابو حنیفہ ہیں۔

جواب اوّل حدیث شریف میں کہیں نہیں آیا کہ ایمان کو ثریا سے واپس لانے والا سلمان فارسی کی اولاد سے ہوگا۔ بلکہ وہاں تو لفظ لناله رجل من ابناء فارس ہے۔ یعنی کوئی ایک شخص جو فارسی النسل ہوگا۔ اس میں سلمان نہیں بلکہ ابناء فارس کا لفظ ہے جس سے ہر فارسی النسل شخص مراد ہے۔ سلمان کی تخصیص نہیں۔ کیا سلمان کے سوا باقی اہل فارس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقطوع النسل ہو گئے تھے۔

جواب دوم سائل کا یہ خیال کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے متعلق ہے۔ خود سائل کے پیش کردہ معیار کے لحاظ سے غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ سلمان فارسی کی نسل سے نہ تھے۔

تیسرا جواب فرض کے طور پر ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ ثریا سے ایمان لانے والا شخص سلمان فارسی کی اولاد میں سے ہونا چاہئے۔ تب بھی حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ کوئی شخص غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سلمان کی نسل میں سے ثابت کرنا ضروری نہیں۔ اور نہ نسب نامہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں ابراہیم ہی کی اولاد میں سے آخر الزمان پیغمبر مبعوث ہونا تھا۔ چنانچہ یہودی عیسائی سب یہی خیال کرتے تھے۔ آخری پیغمبر ابراہیمی نسل سے ہوگا۔ اور اسی کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابراہیم ہی کی اولاد میں سے مبعوث ہوئے لیکن اگر کوئی کہے کہ تم کوئی نسب نامہ رسول کریم سے لیکر ابراہیم تک لکھو۔ تو ہمارے پاس تو کوئی درست نسب نامہ موجود نہیں۔ چنانچہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب نامہ پڑھا۔ اور عدنان تک پہنچ کر جس کی بائیسویں پشت میں پہ تھے۔ خاموش ہو گئے۔ اور فرمایا کہ عدنان سے اوپر جو نسب نامے مشہور ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گو آپ ابراہیم کی نسل سے تھے۔ اور پیشگوئیاں بھی وہی تھیں۔ لیکن آپ کا نسب نامہ ابراہیم تک کوئی نہیں۔ اور جو لوگوں میں مشہور ہیں۔ وہ آپ نے خود غلط ٹھہرائے اسی طرح اگر فرض کر لیا جاوے کہ ثریا سے ایمان کو واپس لانیوالے کے لئے سلمان کی اولاد سے ہونا ضروری ہے۔ تب بھی ہمیں نسب نامہ کے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ آخر الزمان پیغمبر نے ابراہیم کی اولاد سے ہونا تھا اور ہوا بھی۔ لیکن ہم کوئی نسب نامہ پیش نہیں کر سکتے

چوتھا جواب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ یعنے تین صدیوں تک اسلام ترقی کرے گا۔ اور تین سو سال تک اسلام زوروں پر رہے گا۔ ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ دوسری صدی ہی میں پیدا ہوئے۔ اور اسی میں فوت ہوئے تو وہ تو کسی طرح بھی لناله رجل من ابناء فارس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس شخص کی آمد کیلئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے ایمان ثریا کی طرف جا چکا ہو۔ لیکن ابو حنیفہ کے وقت تو ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ تو ان تین صدیوں میں گذرے ہیں۔ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق اسلام زوروں پر رہا اور کالشمس فی الضحیٰ تھا۔ اس لئے خود حدیث کی علامات کی رو سے حضرت امام ابو حنیفہ اس حدیث کا مصداق نہیں ❊

پانچواں جواب اگر سائل کا یہ خیال ہے کہ لناله کا مصداق امام اعظم ہیں تو دوسری طرف اہل حدیث کا خیال ہے کہ وہ بخاری صاحب ہیں اور گو ہمارے خیال میں دونو غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں صاحب قرون ثلٰثہ کے اندر ہوئے۔ انکے وقت میں تو ایمان کا ثریا پر جانا ثابت نہیں لیکن تب بھی اہل حدیث حنفیوں سے بعید عن الحق نہیں کیونکہ امام بخاری نے کم سے کم احادیث رسول کو اکھٹا کیا جو ابتداء زمانہ کی وجہ سے غیر محفوظ ہو چلی تھیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ نے کونسی چیز قائم کی۔ کیا وہ فقہ جو خود انہوں نے بنائی۔ کیا فقہ کو ہم ایمان کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں اس سے تو لازم آیا کہ صحابہ میں ایمان نہ تھا۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ کی فقہ انکے زمانہ میں نہ تھی پس چونکہ صرف فقہ ہی امام ابو حنیفہ نے آکر دنیا کو سکھلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ بلکہ صرف اتنا ثابت کرنا ضروری ہے۔ کہ مرزا صاحب اہل فارس میں سے ہیں۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے شجرہ نسب اور اپنے آباء و اجداد کی متواترہ شہادت سے مفصل طور پر اپنی تصانیف میں ثابت کر دیا ہے ❊

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۶۔ اپریل ۱۹۱۵ء کو دیا۔

ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون۔ وترجون من اللہ مالا یرجون۔ وکان اللہ علیما حکیما ۴-۱۰۵

اسلامی تاریخ کی خصوصیت

اسلام کی ترقی اور اس کے غلبہ کا گر اس آیۃ میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ بڑے بڑے بہادر دنیا میں ایسے گذرے ہیں۔ اور بڑے بڑے مستقل مزاج ایسے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے مطالب کے حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ اور دنیا کے لیے انہوں نے اپنے آپ کو عمدہ نمونہ قرار دیا ہے۔ لیکن اسلامی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قرآن شریف کے پھیلانے اور اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کی زندگیاں تمام لوگوں کی زندگیوں سے علیحدہ ہی ہیں۔ آج تک عقل انسانی حیران ہے۔ اور تیرہ سو سال گذرے۔ اس حیرانی میں کچھ بھی کمی نہیں آئی کہ وہ کونسی طاقت اور ہمت تھی کہ ایک جنگل اور غیر آباد جگہ سے نکل کر کس طرح انہوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو ملیا میٹ کر دیا۔ اور تمام دنیا پر پھیل گئے بہادر فوجیں اور طاقت ور سلطنتیں انہیں روک نہ سکیں۔ اور جو بھی ان کے آگے آیا۔ پرکاہ کی طرح اڑ گیا۔ جسطرح دریا جب لہریں مارتا ہوا چلتا ہے۔ تو چھوٹے چھوٹے کیا ریت کے بڑے بڑے تودوں کو بھی بہا لیجاتا ہے۔ اور یہ پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس جگہ کبھی خشکی تھی۔ اسی طرح قرآن شریف کو لیکر جب صحابہ اُٹھے۔ تو تمام دنیا میں اسکو پھیلا دیا۔ جانتے ہو۔ وہ کیا چیز تھی۔ جو ان کے اندر پیدا ہو گئی۔ اور جس کی وجہ سے انہیں کوئی دنیا کی چیز بڑھنے سے نہ روک سکی۔ نہ انہیں دنیا کی لالچیں اور حرصیں روک سکیں۔ نہ جان اور مال کا خوف باز رکھ سکا نہ مذاہب کے پھیلانے والے اور مناد ان کے لئے روک کا باعث ہو سکے۔ اور نہ تلوار چلانے والے سپاہی ان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک سکے۔ وہ ہر ایک روک ہر ایک آڑ اور ہر ایک مشکل کو پاؤں میں روندتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے گئے +

فاتح بننے کے دنیوی سامان

دیکھو۔ ایک انسان کا اگر ایک سے مقابلہ ہوتا ہے۔ اور اس کو اپنے مقابلہ میں ایک دشمن دکھائی دیتا ہے۔ تو اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن صحابہ کا تو ایک نہیں دو نہیں بلکہ تمام دنیا ہی دشمن تھی۔ پھر ان کے پاس نہ مال و دولت تھی نہ حکومت و شوکت تھی نہ رعب و دبدبہ تھا نہ سامان جنگ و آلات حرب تھے۔ جن سے دشمن کا مقابلہ کر کے اس پر غالب آجاتا ہے۔ سامان جنگ کے ذریعہ دشمن خواہ کتنا ہی قوی اور طاقت ور ہو تو بھی مغلوب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جو نہتہ ہو۔ اس کو ایک ایسا شخص جو اُٹھ کر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ لیٹے لیٹے ہی بندوق سے مار سکتا ہے تو ایک سامان ہوتا ہے جو کمزوروں اور قلیل لوگوں کو فتح دلانے کا باعث ہوتا ہے مگر صحابہ کے پاس یہ بھی نہ تھا۔ بعض اوقات جب صحابہ جنگ کے لئے نکلے ہیں۔ تو بعض کے ہاتھوں میں صرف لٹھ ہی ہوتا تھا۔ اور پیٹ میں بھوک کی وجہ سے بل پڑتے جاتے تھے یہ تو ان کے سامان کا حال تھا۔ آجکل بھی دیکھ لو۔ لڑائی کا دار و مدار سامان جنگ پر ہی خیال کیا جاتا ہے۔ پس ایک چیز جو دنیا میں اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے بڑی ضروری ہوتی ہے وہ سامان حرب ہوتا ہے۔ صحابہ کے پاس کچھ بھی نہ تھا قلعوں کو فتح کرنے کے لئے جاتے۔ لیکن قلعوں کے توڑنے کے ہتھیار ان کے پاس نہ ہوتے تھے۔ تاہم دنیا کا کوئی مضبوط سے مضبوط قلعہ ایسا نہیں ہوا۔ جس پر انہوں نے حملہ کیا ہو۔ اور پھر وہ نہ ٹوٹا ہو تو دنیاوی لحاظ سے دشمنوں پر فتح دلانے کے لئے ہتھیار ہوتے ہیں وہ انکے پاس نہیں تھے۔ اور جو کچھ تھے وہ بھی اس زمانہ کے اعلےٰ درجہ کے ہتھیاروں میں شمار نہیں کئے جاتے تھے۔ تلوار اور تیر ہی لڑائی کے ہتھیار ان کے پاس تھے۔ لیکن جس اعلےٰ درجہ کے یہ ہتھیار رومیوں اور ایرانیوں کے پاس تھے وہ صحابہ کے پاس نہیں تھے۔ پھر دشمن پر غالب آنے کے لئے مال اور دولت ہوتی ہے۔ ایک پلہ کمزور ہوتا ہے۔ مگر مال کے ذریعہ فتح پا لیتا ہے۔ یعنی اندر ہی اندر رشوت چلا کر فوج کے افسروں کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ اور وہ صلح کر لیتے ہیں۔ تو روپیہ بھی فتح دلا دیتا ہے۔ لیکن صحابہ کے پاس روپیہ بھی نہیں تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جب صحابہ ایران پر حملہ آور ہوئے۔ تو ایرانیوں نے انکے سامنے یہ بات پیش کی کہ تم فی سپاہی دو دو پونڈ اور فی سوار چار چار پونڈ اور افسر زیادہ روپے لے لو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ تو صحابہ کی غربت کا یہ حال تھا۔ کہ ایرانی بادشاہ نے انکو دو دو پونڈ دے کر رخصت کرنا چاہا۔

تیسری چیز کامیابی کے فنون جنگ ہوتے ہیں۔ اس سے بھی خواہ فوج تھوڑی ہی ہو۔ لیکن وہ ایسی فوج پر جو فنون جنگ سے ماہر نہ ہو۔ غالب آجاتی ہے۔ کیونکہ ایسی فوج ایسی ایسی تجویزیں کرتی ہے کہ وہ قومیں جو ایسے ہنر نہیں جانتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ مگر صحابہ میں یہ بھی نہیں تھا وہ تو عرب تھے۔ اور عرب کے لوگ ایک افسر کے ماتحت رہ کر لڑنا جانتے ہی نہ تھے۔ اور انہیں حاکم اور محکوم کا تعلق معلوم ہی نہ تھا۔ ہر ایک قبیلہ کی الگ الگ حکومت ہوتی تھی۔ پھر بعض قومیں لڑائی میں اس لئے بھی کامیاب ہو جاتی ہیں کہ انکی بہادری اور شجاعت کی پرانی روائیتیں چلی آتی ہیں۔ ان روایتوں کو قائم رکھنے کے لئے وہ جان پر کھیل کر کامیاب ہو جاتی ہیں مگر صحابہ میں یہ بھی نہیں تھا۔ پھر رعب اور دبدبہ بھی دشمن کو مرعوب کر کے شکست دینے کا باعث ہوتا ہے۔ اور اس سے بھی بہادر لوگ کمزوروں سے دب جاتے ہیں۔ ایک قصہ مشہور ہے واللہ اعلم کہاں تک درست ہے کہ ایک چور رستم پہلوان کے گھر آیا۔ اور رستم سے اس کی کشتی شروع ہو گئی۔ اس نے رستم کو گرا لیا۔ اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ رستم نے اُسے ڈرانے کے لئے کہا کہ رستم آگیا۔ رستم آگیا وہ چور یہ سُنکر بھاگ گیا۔ دیکھو اس نے رستم کو گرا لیا تھا۔ اور اس کی چھاتی پر بھی چڑھ بیٹھا تھا۔ لیکن رستم کے نام نے اس کو بھگا دیا تو رعب کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ جن علاقوں میں بعض قوموں کا دبدبہ اور رُعب بیٹھا ہُوا ہوتا ہے۔ وہاں ان قوموں کا کوئی کمزور آدمی بھی چلا جائے۔ تو بھی لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔ لیکن

صحابہ میں یہ بات بھی نہ تھی بلکہ اس وقت ایرانیوں کا رعب تھا اور اہل عرب انکا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہی وجہ تھی کہ ایرانی عرب کے ایک حصہ پر قابض تھے غرضکہ کوئی ایسی چیز جو تھوڑوں کو بہتوں پر غالب کرنیکا موجب ہوتی ہے اور اپنے سے زیادہ لوگوں کو پراگندہ کر دیتی ہے وہ صحابہ کے پاس نہ تھی انکے پاس مال نہیں تھا سامانِ جنگ نہیں تھا رعب نہیں تھا آباؤ اجداد کے کارنامے تاریخی طور پر محفوظ نہیں تھے جو انہیں جوش دلاتے فنونِ جنگ سے وہ واقفیت نہیں رکھتے تھے

مخالفین اسلام کی طاقت اور پھر یہی نہیں کہ صحابہ کی یہ حالت تھی تو دشمن کوئی زیادہ طاقتور نہیں تھا بلکہ انکے مقابلہ میں رومی اور ایرانی بڑے مالدار بڑے بہادر بڑے رعب اور داب والے اور بڑے فنونِ جنگ کے ماہر تھے اور یورپ اور ایشیا کے بڑے بڑے ملکوں پر انہی دو قوموں کا قبضہ تھا رومی قسطنطنیہ۔ اناطولیہ ٹیولسن آرمینیا۔ کاکیشن۔ بلغاریہ۔ سرویہ وغیرہ ملکوں پر حکمران تھے اور ایرانیوں کے پاس ایران عراق عجم خراسان وغیرہ ملک تھے ایشیا اور چین کے لوگ انکے باجگذار تھے ہندوستان کی ریاستیں اور کابل و بلوچستان کے علاقوں سے بھی یہ روپیہ وصول کرتے تھے تو حکومت اور تعداد کے لحاظ سے انکی یہ وسعت تھی مال انکے پاس اتنا تھا کہ فرش پر ایک ایک قالین تین تین کروڑ روپیہ کا ہوتا تھا اور ایک ایک افسر کی تلوار ہزاروں اور لاکھوں روپوں کی قیمت رکھتی تھی فنونِ جنگ کے بھی وہ بہت بڑے ماہر تھے یہی تو وجہ تھی کہ وہ اتنے بڑے علاقہ پر حکمران تھے سامانِ جنگ بھی انکے پاس کافی تھا کیونکہ پرانی سلطنتیں تھیں اور رعب بھی بڑا تھا۔

مسلمانوں کی شجاعت لیکن باوجود ان تمام باتوں کے انہیں پائے جاتے اور مسلمانوں میں نہ پائے جاتے انکے پاؤں مسلمانوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے تھے مسلمانوں کی تھوڑی سی فوج ہوتی مگر انکے مقابلہ پر لڑنے کی کسی میں طاقت نہ تھی مسلمان ایک ہی وقت میں ایکطرف رومیوں سے جنگ کر رہے تھے تو دوسری طرف ایرانیوں سے برسرپیکار ہوتے تھے اور انہوں نے تمام دنیا کو اپنے آگے لگایا ہوا تھا کیا ہی اعلیٰ کر یہ حکم انکے پیش نظر تھا کہ لا تھنوا فی ابتغاء القوم کہ اسلام کے دشمنوں کو پکڑنے اور انہیں سزا دینے میں ضعف اور کمزوری نہ دکھانا جو قوم اس نصب العین کو لیکر نکلتی ہے اسکو کوئی روک روک نہیں سکتی اور پھر جبکہ قرآن نے انکو یہ بھی بتا دیا تھا کہ ان تکونوا تألمون فانہم یألمون کما تألمون وترجون من اللہ ما لا یرجون یعنے مسلمانوں اٹھو اور اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنا شروع کر دو اگر دشمن تلوار کے ذریعہ کسی قسم کا ضعف پہنچانیکی کوشش کرتے ہیں تو تم بھی تلوار ہی سے انکا مقابلہ کرو اور اگر وہ تلوار سے مقابلہ نہیں کرتے تو تم بھی تلوار کو نہ چھوڑ لو کیونکہ تمہیں تلوار کو ہاتھ میں لینے کی اجازت تو جان بچانے اور دشمن کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے دیگئی ہے جب تمہارا دشمن ہی تلوار سے حملہ نہیں کرتا تو پھر تمہیں تلوار سے مقابلہ کرنیکی اجازت نہیں ہاں جسطرح تمہارا دشمن تمہیں مغلوب کرنا چاہتا ہے اسطرح تم اسپر حملہ کرو اور جہاں کہیں اسلام کے دشمن ہوں انکو تلاش کر کے اسپر حملہ کرو نہیں کبھی سستی نہ دکھاؤ اور اگر تم یہ کہو کہ اسطرح تو ہمیں دکھ اور تکلیفیں ہونگی تو کیا تم اپنے مخالفوں کو نہیں دیکھتے کہ دین کے پھیلانے میں کسطرح لگے ہوئے ہیں اور کسی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے نہ مال کے خرچ کرنے میں انہیں کوئی تامل ہوتا ہے اگر لڑائی ہو تو لڑائی میں اور لڑائی کے بغیر یوں اشاعت عیسائیت میں عیسائی کروڑوں کروڑ روپے خرچ کر دیتے ہیں اور خطرناک سے خطرناک جگہوں پر اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر تبلیغ مذہب کرتے ہیں عیسائی عورتیں جو تبلیغ کے لئے جاتی ہیں قتل ہو جاتی ہیں تو دوسری انکی جگہ جانیکے لئے تیار ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانو! اگر تمہیں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کرنے اور دوسرے ادیان پر اسے غالب کرنیکے لئے کوشش کرو اور اگر دشمن تلوار اٹھاتا ہے تو اسکا مقابلہ تلوار سے کرو۔ بیشک تکلیفیں ہونگی زخم لگینگے جانیں جائینگی اور تمہارا وقت اور مال صرف ہوگا تو تمہارے دشمن کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہے اگر تمہارے ملک میں ویرانی ہوتی ہے اور فصلیں تباہ ہوتی ہیں تو دشمن کا بھی تو یہی حال ہے اگر تمہیں زخم لگتے ہیں تو تمہارے دشمن کو بھی لگتے ہیں اگر تمہارے ساتھی مارے جاتے ہیں تو انکے بھی تو مرتے ہیں ان باتوں میں تو تم ان سے برابر ہو۔

مسلمانوں اور کفار میں فرق مگر ایک بات ہے جو تمہارے دشمن کو حاصل نہیں ہے اور وہ یہ کہ تمکو جو اپنے رب سے امیدیں لگی ہوئی ہیں اور تمہیں جو اپنے خدا کے فضلوں کی امیدیں ہیں یہ انہیں نہیں ہیں تم نے تو اپنے رب کے فضلوں اور انعاموں کے زندہ نمونے دیکھے ہیں اسلئے تمہیں امیدیں ہیں لیکن انکے پاس کوئی زندہ نمونہ نہیں ہے اسلئے انکو کسی قسم کی امید بھی نہیں ہے تو جب یہ لوگ باوجود اپنے پاس زندہ نمونہ نہ رکھنے کے اور کسی قسم کے امیدوار نہ ہونیکے تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں تو تم جبکہ نمونہ اور امیدیں رکھتے ہو تم کیوں گھبراؤ

فتح پانیکا گُر پس یہ وہ گُر تھا جسنے انکو دنیا کے ہر میدان میں کامیاب ہی کیا کیونکہ انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اگر ہم مر گئے تو شہید ہونگے اور اگر زندہ رہے تو غازی بنیں گے یعنے مرے تو بھی مزا اور جیتے رہے تو بھی مزا جب صحابہ کا یہ خیال اور یقین تھا تو وہ کسی حالت میں بھی دشمن کے مقابلہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے جنگ میں جو بڑا بھاری خطرہ ہوتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ جان جائیگی لیکن صحابہ کا تو یہ حال تھا کہ مر گئے تو بھی راحت زندہ واپس آگئے تو بھی راحت لیکن انکے دشمنوں کو یہ بات حاصل نہ تھی ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ اگر میں غالب رہا تو فتح ہوگی لیکن اگر مر گیا تو مجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا انہیں شک نہیں کہ ہر مذہب و ملت والے اپنے مذہب کی راہ میں مرنے سے اجر اور فتح کی امید رکھتے ہیں لیکن انہیں اور مسلمانوں میں فرق یہ تھا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے انعام و اکرام پانے کا کوئی زندہ معجزہ نہیں دیکھا تھا وہ گو کتابوں میں پڑھتے تھے کہ دین کے واسطے تکلیفیں اٹھانیکا بدلہ ملا کرتا ہے لیکن سامنے انہوں نے دیکھ لیا ہو کہ خدا انعام دیتا ہے یہ نہیں ہو سکتا تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ جو امیدیں تمہیں ہیں وہ غیروں کو نہیں ہیں کیونکہ تم نے خدا کے فضلوں کو سامنے دیکھ لیا ہے لیکن انکی امیدوں اور آرزوؤں کی بنیاد صرف شک اور اعتقاد پر ہے اور تمہاری امیدیں مشاہدات پر ہیں جو امیدیں یقین کے ساتھ تمہیں ہو سکتی ہیں وہ انکو نہیں ہو سکتی اسلئے تم ان وعدوں۔ انعاموں اور امیدوں کے ہوتے ہوئے پھر کسطرح سستی دکھا سکتے ہو یہ وہ بات تھی جو صحابہ کو آگے ہی آگے لئے جاتی تھی اور انکے جوش اور خروش کو کبھی کم نہ ہونے دیتی تھی انسانی زندگی کے لئے سب سے خطرہ کی بات موت ہی ہوتی ہے مگر موت انکے لئے ایک پردہ تھا جو ہٹ جاتا تھا اور وہ اپنے محبوب کا دیدار کر لیتے تھے لکھا ہے کہ ایک جنگ میں حضرت کے سامنے دو تین صحابی قتل کئے گئے اور پھر انکو بلایا گیا کہ آؤ مقابلہ کے لئے نکلو حضرت یہ سنکر بھاگے بھاگے اپنے خیمہ کی طرف گئے دشمنوں نے سمجھا کہ بھاگ گئے ہیں آپ جلدی سے خیمہ سے واپس آگئے تو صحابہ نے پوچھا کہ آپ کیوں بھاگ گئے تھے انہوں نے کہا کہ آج میں نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں میں نے خیال کیا کہ میری نسبت یہ خیال کیا جائیگا کہ حضرات دشمن سے ڈرتا ہے اور اپنی جان کو بچانا چاہتا ہے اسلئے اسکو دو زرہیں پہنی ہیں لیکن میں موت کو ایک پردہ سمجھتا ہوں جسکے اٹھنے کے بعد خدا تعالیٰ کا دیدار ہے جسکے اٹھنے کے بعد جنت ہے اور جسکے اٹھنے کے بعد نعمتیں اور فضل ہیں اسی لئے میں خیمہ میں گیا تھا اور دونوں زرہوں کو اتار کر مقابلہ کیلئے آیا ہوں پھر لکھا ہے کہ جب کبھی سخت جنگ ہوتی تھی تو صحابہ اپنی چھاتی سے کپڑا بھی ہٹا دیتے تھے تاکہ انکے اور خدا کے درمیان یہ بھی حائل نہ ہو اور یہ بھی روک نہ بنے کیوں اسطرح کرتے تھے اسلئے کہ انکو جو اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی رجا تھی اور اسکے فضلوں کی امید تھی اور جو خدا کے وعدے انکے ساتھ تھے وہ انکو آگے ہی آگے لئے جاتے تھے واقعہ میں جب کسی انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ مرنا کچھ چیز ہی نہیں تو پھر اسکے سامنے دشمن کہاں ٹھہر سکتا ہے دیکھو پاگل کو چونکہ اپنی جان کا ڈر نہیں ہوتا اسلئے اسکو دس دس آدمی بھی پکڑتے ہیں تو وہ چھڑا لیتا ہے اسمیں زیادہ طاقت نہیں آجاتی بلکہ اسکی عقل پر چونکہ ایسا پردہ پڑ جاتا ہے جو اسے موت سے بالکل بیخوف کر دیتا ہے اسلئے وہ اپنے بچاؤ کا کوئی پہلو مدنظر نہ رکھکر زور لگاتا ہے اور چھوٹ جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے افضال و اکرام کا یقین کامل بھی انسان کو موت سے بیخوف کر دیتا ہے دیکھو اگر ایک انگارا پڑا ہوا ہو تو اسکو ہاتھ لگانے سے انسان احتیاط کرتا ہے لیکن جب وہ اسے انگارا ہی نہ سمجھے بلکہ لعل سمجھے تو پھر احتیاط نہیں کرتا اسی طرح جبتک انسان موت کو ایک خطرناک تکلیف دکھ اور مصیبت سمجھتا ہے اس وقت خواہ وہ کتنا ہی بہادر ہو مرنے سے پہلو بچاتا ہی رہتا ہے لیکن جب وہ یہ سمجھے کہ اس میں دکھ نہیں بلکہ عین راحت اور آرام ہے تو پھر اسکے لئے اپنی جان پر کھیلنا کوئی مشکل نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مسلمانو!

... ایسا ہی جیسا کہ کسی گھر میں سانپ نکل آتا ہو اور سارے اسکے مارنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں یا وہ اسلام کو (العیاذ باللہ) گند اور نجاست سمجھتے ہیں اور جسطرح کوئی انسان نہیں چاہتا کہ اسکے کپڑوں کو نجاست لگے اسی طرح (نعوذ باللہ) دنیا اسلام کو ...

اسلئے جو کوئی بھی ہے۔ وہ اسلام کے مٹانے میں لگا ہوا ہے ہمارے سپرد خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کی ہے **لیکن اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ تلوار سے نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کی لڑائی مذہب کے لیئے موقوف ہو جائیگی پس اس زمانہ میں جو اسلام کے لیئے تلوار اٹھائیگا۔ اور تلوار سے اسلام کے مخالفوں کا مقابلہ کرنا چاہیگا وہ اسلام کی حفاظت کرنے کی بجائے خود ذلیل ہو جائے گا۔** پس اس وقت اسلام کی حفاظت کا ایک ہی جائز ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لیئے مقرر کر دیا ہوا ہے اور وہ یہ کہ ہم تحریر سے تقریر سے اور دعاؤں سے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ پس یاد رکھو کہ ان تکونوا تالمون فانهم یالمون کما تالمون اگر ہمیں اپنا وقت اپنا مال اور اپنی محنت خرچ کرنی پڑتی ہے اور بہت سے کاموں کا نقصان کر کے دین کے لیئے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ تو یہ ہمارے دشمنوں کو بھی کرنی پڑتی ہیں۔ عیسائیوں میں ایسی سوسائٹیاں موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے روپیہ جمع کرنے کیلیئے اچھی اچھی چیزیں کھانی چھوڑ دیں تاکہ اسطرح روپیہ بچ رہے۔ حالانکہ دنیا کی نظروں میں انکا مذہب ایک غالب مذہب نظر آتا ہے اور پھر وہ بڑے بڑے مالدار بھی ہیں۔ جب اس قوم کا یہ حال ہے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ اس قوم کو کیا کرنا چاہیئے جو دنیا کے نزدیک ایک کمزور قوم ہے دیکھو جب ایک تندرست انسان اپنے بچاؤ کے لیئے بچاؤ کرتا اور نقصان رساں چیزوں سے پرہیز کرتا ہے تو ایک بیمار کے لیئے تو بہت ہی ضروری ہے کہ وہ بہت زیادہ پرہیز کرے کیونکہ وہ تو پہلے ہی بیمار ہے پس دنیاوی سامانوں اور قربانیوں میں تم اور وہ برابر ہو لیکن ایک بات جو تم میں ہے وہ انمیں نہیں ہے اور وہ یہ کہ تمہارے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں اور تمہیں جو خدا تعالیٰ سے امیدیں ہیں۔ وہ انمیں نہیں ہیں اسلیئے تمہارے لیئے یہ بہت ضروری ہے کہ متحدہ کوشش کرو۔ گو اسمیں شک نہیں۔ کہ جو امیدیں تمہیں ہیں وہ تمہارے دشمنوں کو نہیں۔ مگر یہ امیدیں تب ہی پوری ہو سکتی ہیں جبکہ تم خدا کے لیئے قربانیاں کرو اور اسکے رستے میں کسی بات کی پرواہ نہ کرو بے شک تمہاری جماعت کمزور ہے۔ مگر یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکان اللہ علیما حکیما ہم جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔ ہم نے یونہی تمہارے سپرد یہ کام نہیں کر دیا کہ تم اسکو کر ہی نہیں سکتے بلکہ جب ہم نے یہ دیکھا کہ تیس کروڑ انسان جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ اس کام کو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ تو ہم نے ایک انسان کو کھڑا کر دیا جس کی قائم کردہ تم ایک جماعت ہو اسلیئے اب تم اس کام کے کرنے کے ذمہ دار ہو۔ ایک مالک مکان جب دیکھتا ہے۔ کہ مکان کی فلاں دیوار کمزور ہو گئی ہے۔ اور بوجھ کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی تو وہ اسے گرا کر دوسری اسکی جگہ بنا دیتا ہے اور یہ کام معمولی سی عقل والا انسان بھی کرنا ضروری سمجھتا ہے تو اللہ تو علیم اور حکیم ہے اگر تم سے سستی ہو گی۔ تو یہ نہیں کہ تم یہ کام کر نہیں سکتے۔ کر سکتے تو ہو لیکن کرتے نہیں کیونکہ اگر تم نہ کر سکتے تو خدا تمہیں کبھی اپنے مامور کی جماعت قرار نہ دیتا

پس خوف اور فکر کا مقام ہے اور اس وقت ضرورت ہے کہ تم اس کام کے کرنے میں کوشش اور محنت سے کام لو۔

انجمن ترقی اسلام میں نے اس کام کیلیئے ترقی اسلام کی ایک انجمن بنائی ہے اور اسکے سپرد یہ کام کیا ہے۔ اس انجمن کے بہت سے کام شروع ہو گئے ہوئے ہیں ولائت اور ماریشیس میں مبلغ کام کر رہے ہیں قرآن شریف کا انگریزی اور اردو ترجمہ چھاپنے کا انتظام کیا جا رہا ہے کتابیں اور اشتہارات اردو انگریزی میں چھاپے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی تبلیغ کا کام شروع ہے غرضیکہ کئی کام جاری ہیں اور ساری دنیا کا مقابلہ اس چھوٹے سے گھر نے کرنا ہے۔ اب تم قیاس کرو کہ تمہیں کس قدر قربانیوں کی ضرورت ہے ایک بڑا شمشیر زن آرام بھی کر سکتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جب میں اٹھونگا اسی وقت دشمن کا سر تن سے جدا کر دوں گا مگر جو انسان کمزور اور ناتوان ہو اسے تو ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیئے جیسا کہ مقابلہ میں ہم ہیں۔ کمزور ناتواں ہیں جب صحابہ کو اتنی اتنی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں تو ہمیں تو بہت ہی تیاری کرنیکی ضرورت ہے اگر ایک کمزور اور طاقتور انسان نے سفر کو جانا ہو۔ تو کمزور طاقتور کی نسبت زیادہ تیاری کریگا۔ پس ہمارا ضعف اور کمزوری تو اور بھی زیادہ تیاری کو چاہتی ہے اسلیئے تم ایک منٹ کی بھی سستی نہ کرو۔ میں اس بات سے حیران ہوتا ہوں کہ موجودہ جنگ میں عورتیں اور بچے بھی حصہ لے رہے ہیں اور اس بات کے لیئے اپنی جانوں کو قربان کر رہے ہیں کہ ہم اپنی آزادی نہیں کھو سکتے گو وہ ذہنی خیالی آزادی کے لیئے قربان ہو رہے ہیں مگر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اگر ایک مارا جاتا ہے تو دو اسکی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مرد مرتے ہیں تو عورتیں اور بچے ان کی جگہ کام کرتے ہیں اور ذرا سستی نہیں کرتے تمہیں تو اس سے بھی بڑھکر اپنے کام میں ہوشیار ہونا چاہیئے اس وقت اس انجمن کی ضروریات کے پورا کرنے کے لیئے میرا ارادہ اعلان کرنیکا ہے ہماری جماعت کو خیال رکھنا چاہیئے کہ دنیا سے ہمارا یہ مقابلہ چند مہینوں یا سالوں کا نہیں ہے بلکہ تمام عمر کا ہے اور یہ بہت ہی خطرناک جنگ ہے کیونکہ اس جنگ کی نسبت انبیا کہتے آئے ہیں کہ اس زمانہ میں شیطان کی آخری جنگ ہوگی۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے اندازہ لگایا ہے کہ جرمن کے ساتھ اصل جنگ تب ہوگی جبکہ ہم اسکے ملک میں داخل ہونگے اور اسکے لیئے ابھی سے تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارا مقابلہ تمام دنیا سے ہے اور تمام دنیا کو ہم نے فتح کرنا ہے **لیکن ہماری جنگ اور دنیا کی جنگ میں فرق ہے** کیونکہ تلوار بندوق اور توپ سے اگر کسی فوج کے سپاہی مارے جاتے ہیں تو وہ پھر کسی کام کے نہیں رہتے لیکن اس روحانی جنگ میں جو مارا جاتا ہے وہ اپنا ہو جاتا ہے اور ہمارے ہاں آکر زندہ ہو جاتا ہے اور اسطرح ہمیں مدد ملتی رہتی ہے مگر پھر بھی ہمیں بڑی کوشش کی ضرورت ہے قوموں کے غلبے سینکڑوں سال کے بعد ہوا کرتے ہیں پس جو کوئی قوم میں سے سستی کرتا ہے اسکے لیئے ضروری ہے کہ اسکو ہٹا کے پیچھے کر دیا جائے تاکہ اسکو دیکھ کر اور سست نہ ہو جائیں۔ ہمارا اس وقت یہ حال ہے کہ ہم روحانی جنگ کی صف اولین میں کھڑے ہیں اسلیئے ہمیں بہت ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے۔

احمدیہ قوم ہوشیار ہو میں قوم کو ہوشیار کرنے کیلیئے ایک اعلان کرنے والا ہوں مگر اول مرکز والوں کو چاہیئے کہ ابتدا کریں یہاں ایک جلسہ کیا جائے اور اسمیں چندے مقرر کئے جائیں جتنا چندہ کوئی اپنی مرضی سے لکھوائے لکھ لیا جائے اور تم یہ نہ سمجھو کہ پچھلے سال جو چندہ دیا تھا تو اب کسطرح دیں کیونکہ یہ زمانہ فتوحات کا ہے اسمیں آرام سے بیٹھنا نہیں چاہیئے یاد رکھو کہ جب کسی قوم کا حملہ رک جاتا ہے اور وہ آرام کے لیئے بیٹھ جاتی ہے تو وہ اسکے تنزل کا پہلا دن ہوتا ہے کیونکہ جس دن کوئی اس کی نیند سوئیگا وہ پہلا دن اسکے گرنے کا ہوگا میں کیا تم خیال کرتے ہو کہ تمہارے تنزل کے دن آگئے ہیں نہیں آئے اور نہیں آئیں گے۔ اور ہماری نسلوں در نسلوں تک نہیں آئینگے بلکہ ترقی ہی ہوتی رہیگی لیکن جہاں ایکطرف رحمت آتی ہے وہاں دوسری طرف دشمن کے لیئے اور زیادہ تیاری کرنی ہوگی ایک جگہ ٹھہر جانا اچھا نہیں جو لوگ بڑھتے ہیں بڑھتے ہی ہیں اور جب نہیں بڑھتے تو پھر گھٹتے ہیں پس تم یہ مت خیال کرو کہ پچھلے سال جو چندہ دیا تھا تو اب کیا دیں جو اس جماعت میں رہیگا اسے ہمیشہ ہی چندہ دینا پڑے گا تمہیں یہ بات مد نظر رکھنی چاہیئے اگر تمکو دین کے لیئے اپنا مال خرچ کرنا پڑتا ہے تو تمہارے دشمن بھی تو کرتے ہیں ہاں جو باتیں امیدیں ہیں وہ تمہارے دشمنوں کو نہیں اس وقت روپیہ کی بہت سخت ضرورت ہے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کرنے میں جتنی جلدی ہو سکے اتنی ہی کرو۔ تاکہ جس قدر کسی کی زندگی میں قرآن کا ترجمہ شائع ہو جائے وہی اسکے لیئے بہتر ہو۔ تمہارے لیئے یہ روحانی لڑائی میں حملے کے دن ہیں مرنے کے بعد تو آرام ہوتا ہے یا سزا ہوتی ہے جو کچھ کیا جانا چاہیئے اسکا یہی وقت ہے تم قادیان کے رہنے والے باہر کے لوگوں کے لیئے نمونہ بنو اور وہ اوروں کیلیئے نمونہ بنیں تاکہ دشمن ہم میں کسی قسم کی کمزوری نہ پائے اور ہم بڑھتے ہی بڑھتے ہوتے چلے جائیں دشمنوں کی کوئی بات ہم پر اثر نہ کرے لیکن ہماری باتیں ان کے لیئے موثر ہوں۔ اور ہم ان پر غالب ہی رہیں۔

قربانی کا عملی نمونہ ایک دوست نے مجھے کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا ہے کہ زیور اسی غرض کیلیئے بنایا جاتا ہے کہ گھر کی ضرورت کیوقت کام آئے جب ہم اپنے گھر کی ضرورت پر زیور کو خرچ کر سکتے ہیں تو اس وقت جبکہ دین کے لیئے خرچ کرنیکی ضرورت ہے تو کیوں خرچ نہ کریں۔ اسلیئے ہم اپنا سارا زیور دیتے ہیں ایک اور دوست نے کہا کہ میں اپنی ساری زمین دیتا ہوں آپ اسے فروخت کر کے اشاعت اسلام میں لگا دیں گو ہر ایک کیلیئے ایسا کرنا بہت مشکل کام ہے مگر خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرنیوالے ضرور بڑے بڑے اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔ اسوقت واقعہ میں بڑی ہمت کی ضرورت ہے دنیا میں لوگ جس حالت کو آرام کہتے ہیں اصل میں وہ ذلت کی اور سستی کی زندگی ہوتی ہے مومن کی راحت کام کرنے میں اور دشمن پر حملہ کرنے میں ہے۔ اور اس زمانہ میں تلوار کا حملہ نہیں بلکہ دلایل و براہین اور دعا کا حملہ ہے مومن کی جنت اسکے دل میں ہوتی ہے اچھے کھانے عمدہ کپڑے پہننے میں نہیں ہوتی کیونکہ ان چیزوں کو تو لوگ چھین بھی لیتے ہیں مومن کی عطا غیر مجذوذ ہوتی ہے جو کسی سے چھینی نہیں جا سکتی۔ پس اصل جنت دل میں ہوتی ہے۔ ظاہری آرام و آسایش ....

باہتمام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلیشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا